

Introductory Discussions of Dictionary

لغت کے تمہیدی مباحث

Aafia Rafique

Lecturer, Head of Urdu Department, Superior College, Shahkot, District Nankana Sahib

Correspondence: aafiarafiquech4@gmail.com



Copyright: © 2023
by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract

The dictionary is central to the science of Linguistics. A dictionary is generally defined as a collection of vocabulary in a single language. Its knowledge is called Lexicology. The dictionary is a Greek word "logos", which means word, word, or voice is derived from the third discrete in the Arabic language and is used as a noun. Language is a means of meaningful expression, if seen from a sociological point of view, there is also an understandable relationship of unity. Human beings are creatures, human beings are also talking animals. From biological and metaphysical facts, this analysis extends from objective, feelings and emotions, thoughts, expression, and communication, to perception and inspiration. The series of which reaches the heights of consciousness from the past.

Keywords:

Introductory, Discussion, Dictionary, Lexicology, Words

علم اللسان میں لغت کو مرکزی حیثیت ہوتی ہے۔ عام طور پر لغت کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ لغت ایک ہی زبان کے ذخیرہ الفاظ لا مجموعہ ہے۔ لغت اصل میں یونانی زبان کا لفظ ”لوغوس“ ہے جس کے معنی ہیں کلمہ، لفظ یا آواز عربی زبان میں ثلاثی مجرد سے ماخوذ ہے اور بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔

”عصری لغت“ میں اس کے معنی یہ ہیں:

”زبان، بولی اور فرہنگ“ (۱)

”علمی اردو لغت“ میں اس کے معنی:

”بولی، زبان، لفظ، فرہنگ، ڈکشنری“ کے دیئے گئے ہیں۔ (۲)

”فرہنگ تلفظ“ میں اس کے معنی:

”لفظ، بول، کلمہ، فصیح، صحیح لفظ، الفاظ کی کتاب“ دیئے گئے ہیں۔ (۳)

”جامع اللغات“ میں:

”لفظ، کلمہ، مفرد، شبد، بولی، زبان، بھاکھا، بھاشا، کوشش۔“ (۴)

”فرہنگ عامرہ“ میں:

”بولی زبان وہ لفظ جس کے معنی مشہور نہ ہوں“ (۵) دیئے گئے ہیں۔

”نسیم اللغات“ میں اسکے معنی یہ ہیں:

”زبان، بولی، فرہنگ وہ کتاب جس میں الفاظ کے معنی درج ہوں۔“ (۶)

”فیروز اللغات“ میں اس کے لیے:

”بولی، زبان، فرہنگ، ڈکشنری حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق مرتبہ مجموعہ الفاظ جس میں

ہر لفظ کے مقابل اس کے معنی اسی زبان یا کسی دوسری زبان میں درج ہوں۔“ (۷)

”قومی انگریزی اردو لغت“ میں اس کے معنی:

”قاموس، فرہنگ، ایک ایسی کتاب جس میں کسی زبان کے الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب

سے درج کیا گیا ہو۔“ (۸)

انگریزی میں اس کے لیے ”Dictionary“ کا لفظ رائج ہے۔

”English Dictionary“ میں اس کے یہ معنی درج ہیں:

(۹) ”A book o dealing with the words of a language.“

”The Reader’s Digest Oxford Wordfind“ کے مطابق:

”A book that lists and explain the words of a language or gives equivalent word in another language.“ (۱۰)

چونکہ عربی میں لغت اور لفظ ہم معنی یا ایک دوسرے کے مترادف رہے ہیں اس لیے لغت کی تعریف بھی نحوی یا لغوی لحاظ سے لفظ ہی کے معنی میں کی جاتی رہی ہے۔

چنانچہ علامہ جرحی زیدان اپنی مشہور تصنیف ”العلستہ الغویہ ولا لفاظ العربیہ“ کا آغاز ہی اس تعریف سے کرتے ہیں:

”اللغۃ اصوات وکلمات بعیر ساکل قوم عن اغرافہم“

لغت کی یہی تعریف عربی کی دیگر لغات میں بھی ملتی ہے اس تعریف کے آخری لفظ کو اگر ایک لغت میں ”اغرافہم“

لکھا گیا ہے تو دوسری لغت میں حاجتہم چنانچہ عربی کے اتباع کے نتیجے میں اردو میں لغت کو لفظ کا مترادف قرار دے کر نہ صرف اسے مذکر لکھا گیا بلکہ لغت بمعنی ڈکشنری کی اصطلاح یا عرضی تعریف واضح کرنے کی بجائے صرف نحوی یا لغوی تعریف تک ہی محدود رہ جانے کی روایت قائم ہوگی چنانچہ اردو میں لغت کی سب سے پہلی اور واضح تعریف چرنجی لال اسطرح کرتے ہیں:

”لفظ کے لغوی معنی پھینکنے کے ہیں اور ہر خیال جو اپنے محاصرات کا اثر ہے، اظہار اثر کے لیے

دل سے پھینکا جاتا ہے، پس ہر خیال اظہار شدہ لفظ ہے اور جس لفظ کے معنی سمجھ میں آسکیں

وہ موضوع ورنہ مہمل ہے۔ موضوع کو ہی کلمہ کہتے ہیں اور کلمہ ہی لغت ہے۔ پس وہ ایک با

معنی لفظ ہے جو انسان کے منہ سے کسی اظہار مطلب کے لیے نکالا جاتا ہے۔“ (۱۱)

محمد اجمل خان لغت کی تعریف اسطرح سے کرتے ہیں کہ:

”لغت سامی لفظ ہے۔ یونانی لفظ ‘Logos’ اسی لفظ کا ہم معنی ہے۔ عربی میں ”لغت“ کا لفظ اصوات و کلمات یعنی آوازوں اور بولیوں، دونوں کے لیے استعمال ہے اور مخصوص معنوں میں فرہنگ (فارسی)، ڈکشنری (انگریزی) یا کوش (سنسکرت) کے لیے رائج ہے۔“ (۱۲)

”علم لغت کے لیے انگریزی میں (Lexicology) کا لفظ رائج ہے۔ لغت سے مراد کسی خاص زبان کے تمام الفاظ کا نا صرف مطالعہ کرنا بلکہ ان کے استعمال کا تکنیکی مطالعہ کرنا بھی ہے ”زبان انگلیسی کا لفظ ڈکشنری، ہند یورپی جڑ ڈک (Dik) سے مستعار ہے جو بقول ولیمز (Monier William 1960) سنسکرت جڑ، وِش (بنانا، دکھانا ظاہر کرنا) سے ماخوذ ہے۔ اشتقاقی اعتبار سے، لغت ان محتویات کا مجموعہ ہے جنہیں الفاظ کی صورت میں دکھایا یا ظاہر کیا گیا ہے۔“ (۱۳)

ہارٹ مین (R.R.K.Hartman) کے مطابق:

”علم لغت ذخیرہ الفاظ کی بنیادی اکائیوں یعنی (Lexeme)، ان کی تشکیل، ساخت اور معنی سے متعلق ہے۔ علم لغت کا تعلق لغت نویسی سے ہے اور یہ وضاحت کرتا ہے کہ الفاظ اور مرکبات کیسے وجود میں آتے ہیں، کیسے جڑتے ہیں، ان میں کیسے ترمیم ہوتی ہے اور ان کو زبان کی مختلف سطحوں پر استعمال کیسے کیا جاتا ہے۔“ (۱۴)

اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد ۱۲ کے مطابق:

”لغت کے معنی ایسا یا معنی لفظ ہے جس کا مفہوم متعین (طے شدہ) ہو اصطلاحات میں لغت ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ کسی زبان کے الفاظ، محاورات اور اصطلاحات کے معنی دیے گئے ہوں۔“ (۱۵)

نجیب اشرف ندوی لکھتے ہیں:

”لغت ادب کی وہ شاخ ہے جس میں الفاظ صحیح املا، تلفظ، ماخذ، مادہ یا اشتقاق اور حقیقی، مجازی یا اصطلاحی معنی، اگر ان کی شکل میں کوئی تغیر و تبدل ہو ہے تو ان کی تشریح اور ان کے صحیح

استعمال سے متعلق معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ اس لیے قواعد، ضائع و بدائع، لسانیات و صوتیات وغیرہ کو بھی علم اللغات کا جزئی سمجھا جاتا ہے۔“ (۱۶)

لغت سے مراد ایسی حوالہ جاتی کتاب ہے جس میں بہ اعتبار حروف تہجی الفاظ کی ترتیب ہوتی ہے، ان کے معنی، تلفظ، ہجے اور دوسری زبان میں مساویات کی پیش کش بھی ہوتی ہے۔

بقول نیاز فتح پوری:

”لغت نام ہے ایک ایسی کتاب استناد کا جو اصطلاحی و لغوی نزاعات کا فیصلہ آخرین کی حیثیت رکھتا ہے۔“ (۱۷)

لہذا، لغت شقوں کی، حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب ہے، جس میں ان الفاظ، اصطلاحات اور محاورات کے تلفظ اشتقاق، معنی استعمال، دوسری زبانوں یا زبانوں میں مساویات اور لفظ سے متعلق قواعدی اندراجات کی مناسب تفصیل ہوتی ہے۔

زبان با معنی اظہار کا وسیلہ ہے اگر عمرانیاتی نقطہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو ایک قابل فہم رشتہ اتحاد بھی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے، انسان حیوان ناطق بھی ہے۔ حیاتیاتی اور مابعد الطبعیاتی حقائق سے یہ استنتاج معروضی، احساسات و جذبات، خیالات و افکار، اظہار و ابلاغ سے لیکر، عرفان و الہام تک بھی محیط ہے۔ جس کا سلسلہ ماضی الضمیر سے لیکر ماورائے شعور کی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔ مولوی عبدالحق کے مطابق:

”زبان بھی ایک انسانی عمل یا سعی ہے اس کے دورخ ہیں ایک طرف تو یہ عمل اس شخص کی طرف سے ہے جو اپنے دل کی بات دوسروں کو سمجھانا چاہتا ہے دوسری طرف اس شخص کی جانب ہے جو دوسرے کے دل کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔“ (۱۸)

اس طرح زبان کی نشوونما، لغت کی تدوین و تشکیل محض ایک عملی و ادبی ضرورت ہی نہیں بلکہ سماجیاتی نظام زندگی اور مہذب انداز معاشرت کے ارتقاء کی حاجت کی صورت میں اور نتیجے کے طور پر بھی ایک لسانیاتی تفاعل اور لسانیاتی ارتباط و اجتہاد بن کر نمایاں ہوتی ہے۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کے مطابق:

”جب انسان نے لفظ کی ادائیگی پر قدرت حاصل کی، اس کے ذہن میں الفاظ کا ذخیرہ پیدا ہوا، گویا شعوری طور پر لغت نے جنم لیا اور جب کسی زبان کو لغت کی ضرورت پیش آنے لگی تو گویا زبان میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ اور جب تک زبان میں فرہنگ نویسی کا تسلسل قائم ہے یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ زبان ترقی پذیر اور ارتقا پذیر ہے۔“ (۱۹)

یقیناً ابتدا میں انسان کی دنیا ایک قبیلے یا خطے تک محدود ہوں گی۔ لیکن انسان جیسے جیسے ارتقا کے میدان میں آگے بڑھتا گیا اس کا واسطہ مختلف قبیلوں اور خطوں کے لوگوں سے پڑنے لگا اور اس طرح مختلف قسم کی بولیاں وجود میں آئیں۔ اور یہی مختلف قسم کی بولیاں جب زبانیں بن جاتی ہیں تو ضبط تحریر سے آشنا ہوتی ہیں بولنے والوں کا پھیلاؤ و سعتیں اور کشادگیوں لاتا ہے۔ رسم و رواج میں تنوع اور تبدیلی نئے نئے انداز فکر اور سوچ بوجھ کے لیے نئے سانچے گھڑتی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں ہونے والی ایجادات اور ترقیاں اپنے سیاق و سباق کے ساتھ ادب کا حصہ بنتی چلی جاتی ہیں اور اس اختلاط و ارتباط سے ذخیرہ الفاظ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کا کچھ حصہ معیار بندی کی نظر ہو جاتا ہے اور کچھ حصہ متروک ہو جاتا ہے۔ استرداد اور ایجاب و قبول ہی بنیادی طور پر کسی لغت کی شانِ نزول ہوتی ہے۔

ڈاکٹر روف پارکھ لکھتے ہیں کہ:

”زبان بدلتی رہتی ہے اور اس میں نئے نئے الفاظ بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔ پھر لفظ، معنی بدلتے بھی ہیں اور کبھی کسی لفظ کے کوئی ایک معنی متروک ہو جاتے ہیں اور کبھی کسی لفظ کے نئے معنی وقت کے ساتھ رائج ہو جاتے ہیں۔“ (۲۰)

اگر ہم زبان کی بناوٹ پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ زبان کی اکائی حرف ہوتا ہے ہر حرف ایک خاص علامت، صورت اور شکل کا حامل ہوتا ہے ایک سے زیادہ حروف باضابطہ طور پر باہم ملکر الفاظ کا روپ اختیار کرتے ہیں۔ مروجہ زبان میں کسی بھی ایک لفظ کے لیے دیگر کئی مترادف الفاظ استعمال ہوتے ہیں الفاظ کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے ہر لفظ ایک خاص شکل اور ہیئت کا حامل ہوتا ہے۔ حروف کی مخصوص ترتیب ہوتی ہے اور مخصوص صورت میں تبدیلی یا حروف کا ہیر پھیر لفظ کے املا کو بگاڑ دیتا ہے۔ الفاظ کی مختلف اشکال، ان کی ترتیب اور مترادفات کی تفہیم و تشریح کے لیے ڈکشنریاں وجود میں لائی جاتی ہیں۔ ان

ڈکشنریوں میں ہر لفظ کی شکل و صورت، ہیئت، حروف کی ترتیب اور معنی دیے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ڈکشنریاں استناد کا اہم ترین ذریعہ ہوتی ہیں اور کبھی اختلاف رائے کی صورت میں ان ہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بقول رشید حسن خان:

”لفظوں کے اجزائے ترکیبی، ان اجزا کی ترتیب و معانی مفہم، محل استعمال، یہ ساری معلومات لغت سے حاصل ہونا چاہیے یعنی یہ کہ مختلف ادوار میں صورت اور معنی میں کیا کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں۔“ (۲۱)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق ”Dictionary Lexicon“ کا مترادف ہے جو کہ بالخصوص ماہر لسانیات استعمال کرتے ہیں جو کسی زبان ذخیرہ الفاظ کا معنی سمیت کلی یا جزوی طور پر احاطہ کرتی ہے۔ یہ ذخیرہ الفاظ فرد، تحریر یا کسی پیشہ ور جماعت کا ہو سکتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں مذکور ہے۔

“The term lexicon is also used to refer to the total stock of all words or word elements in a language. In this sense which is used especially by linguists, the language of a preliterate culture has a lexicon, even though these lexical elements are not recorded in writing.” (۲۲)

اسی طرح مشہور ماہر لسانیات اور لغت نگار RR.K Hurtman نے لغت کے مشمولات کا بیان کرتے ہوئے اس کو ایسا حوالہ دیا ہے۔ جس میں بالعموم الف۔ بائی ترتیب سے کسی زبان کے سرمایہ الفاظ کی فہرست دی گئی ہو۔ نیز جس میں ان الفاظ کے معنی تلفظ، ہجے وغیرہ شامل کیے گئے ہوں اور لسانی لغت کی صورت میں دوسری زبان کے مترادفات درج کیے گئے ہوں لیکن لغت کے دائرہ کار میں خصوصی طور پر معنیات کا خیال رکھا گیا ہو املا، تلفظ، قواعد، مآخذ بجا طور پر لغت کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ لیکن معنیات لغت کا مرکزی تقاص ہے عام طور پر لغت کو ایسے حوالہ جاتی کام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں الفاظ کے معنی اس طرح دیئے گئے ہوں کہ ان کی امتیازی اور انفرادی شان باقی رہے۔ ہر لفظ کے نہ صرف اندرونی مضمرات کی نشاندہی کی جائے بلکہ دیگر الفاظ کے ساتھ اس کے سیاقی رشتے کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور مترادفات اور متضادات کا سہارا لے کر کامل توضیح کی جائے گویا لغت کا بنیادی کام لفظ اور اسکے معنی کا تعین ہے املا، تلفظ، تاریخ اور مآخذ لغت میں لفظ ہی کی ہتی کڑیاں ہیں۔ اسی طرح مترادفات، متضادات، حوالے اور اسناد معنی کی تفہیم میں معاون ہیں جو کہ لفظ کی معنیاتی بنیادیں ہیں۔

جدید لغت نویسی کو سائنسی اسلوب بھی مغرب سے ہی ملا ہے۔ چنانچہ لغت کی تعریف بھی مشرقیوں کے مقابلے میں مغربیوں اور مشرقوں نے زیادہ واضح اور جامع انداز میں کی۔ اس سلسلے میں (جان اے ہے وڈ) کی پیش کردہ یہ تعریف کا قابل غور ہو سکتی ہے کہ:

”لغت الفاظ کی ایک ایسی متوازن اور جامع فہرست کو کہہ سکتے ہیں جس میں الفاظ کے معنی کی تشریح و وضاحت کے ساتھ ساتھ، ان کا اندراج معنوی ترتیب کی بجائے اجزائے ترکیبی (Components) پر مبنی کسی بھی منطقی ترتیب سے کیا گیا ہو۔ منطقی ترتیب سے مراد عموماً ”تہجی ترتیب ہی ہوتی ہے۔“ (۲۳)

لغت کی ایک دوسری اور اس سے بھی زیادہ واضح اور جامع تعریف اس طرح بھی ملتی ہے:

”لغت ایک ایسی کتاب ہے جس میں کسی زبان کے الفاظ کا اندراج عموماً ”تہجی ترتیب سے کیا جاتا ہے۔ نیز ان کے معنی اسی یا کسی دوسری زبان میں دیئے جاتے ہیں۔ اکثر لغات میں الفاظ کے تلفظ اصل مآخذ اور محل استعمال پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔“ (۲۴)

واضح رہے کہ پہلی تعریف عربی لغت نویسی کے پس منظر میں اور دوسری تعریف انگریزی پس منظر میں کی گئی ہے۔ مگر یہ دونوں تعریفیں تھوڑی بہت فرق کے ساتھ ایک ہی نتیجے پر پہنچ جاتی ہیں۔ تاہم انہیں بھی جامع اور مکمل نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ اردو لغت نویسی سے قطع نظر بلکہ خود عربی اور انگریزی لغت نویسی کے ہی تعلق سے ان میں بھی کافی سقم پایا جاتا ہے۔ ان دونوں طریقوں میں چونکہ کافی وضاحت سے کام لیا گیا ہے، اس لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کا تجزیہ بھی قدر وضاحت کے ساتھ کیا جائے۔

ان دونوں تعریفوں میں اندراج لغت کے لحاظ سے ”لفظ“ کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ جبکہ کسی بھی لغت کے تمام اندراجات صرف الفاظ ہی نہیں ہوتے۔ یہاں ہماری مراد لفظ سے متعلق ماہرین لسانیات کے نظریات سے قطعاً نہیں ہے۔ دراصل لغت کی تعریف کے سلسلے میں لفظ کو ہی بنیادی حیثیت دینے کے رویے کے پس پشت عام طور پر یہ احساس کر فرما رہا ہے کہ لغت میں شامل تمام بنیادی اندراجات (جنہیں ہم لغاتی اکائیاں بھی کہہ سکتے ہیں) صرف لفظ ہی ہوتے ہیں۔ ایسا سمجھنے کے دو اسباب ہو سکتے ہیں۔ اول تو یہ کہ ابتدائی دور میں، لغت صرف چند مخصوص لفظیات تک ہی محدود رہتی تھی اور دوسرے یہ کہ آج بھی

لغت کا جزو غالب الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ لغت کو لغات کہنے کے پس پشت بھی یہی احساس (Notion) کار فرما ہے۔ یہ مانا کہ لفظ کی نوعیت یا حیثیت کے تعین کے سلسلے میں لغت نویس اور (خصوصاً امریکی) ماہرین لسانیات کے درمیان اختلاف رائے ہے، بلوم فیلڈ اور اس کے مقلدین الفاظ کو زبان نہ مان کر یا تو زبان کا ضمیمہ مانتے ہیں، یا اسے زبان کی ذیلی تخلیق (by product) کی حیثیت دیتے ہیں۔ اس طرح ماہر لسانیات کے نزدیک لفظ کی حیثیت مہرے کی سی ہے، جس کے ذریعے زبان کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق لفظ کی حیثیت ایک ایسی تخلیقی آکائی ہوتی ہے جو استعمال کے لحاظ سے مطلق۔ اور مطلق ہونے کے ناطے اقل ہے۔ چامسکی کی Genitive Transformation Grammer میں آخری Unoperational String کے مختلف سروں پر لفظ ٹانک دیے جاتے ہیں۔ لسانیاتی تجزیے کے اس جدید طریق کار میں لفظ کی بس یہی ضرورت ہے۔

ماہرین لسانیات کے اس نقطہ کے برخلاف، لغت نویس کے نزدیک الفاظ کسی دوسرے کھیل کے مہرے نہ ہو کر اپنی ذات میں خود ایک مکمل کھیل ہیں۔ یعنی یہ کہ لفظ زبان کے کھیل کا مہرہ یا وسیلہ نہ ہو، خارجی دنیا سے رابطہ قائم کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ لغت نویس کے لیے بس اتنی ہی واقفیت اہم یا ضروری نہیں ہوتی کہ فلاں لفظ اسم یا صفت، بلکہ اس کے لیے جاننا بھی ضروری ہوتا ہے کہ لفظ زبان کے لحاظ سے رنگ و بو والی اس دنیا کا بھی کس قدر جزو ہے۔ الفاظ کے وسیلہ الفاظ بن جانے کی خاصیت کی بنا پر لغت نویسی قواعد یا لسانیاتی تجزیہ کی دست نگر نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تقریباً تمام قدیم زبانوں میں لغت نویسی کی ابتدا لسانیاتی نظریوں اور تجزیوں سے صدیوں پہلے ہو چکی تھی اب لسانیات اور علم لغت نویسی کے بڑھتے ہوئے ربط کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ “لفظ” کے تعلق سے دونوں علوم کے ماہرین کے نقطہ نظر میں کافی تبدیلی آچکی ہے۔

زبان کی افاقیت (Universatities an Language) اور طلقیت (Innateness) جسے تصورات سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ماہرین لسانیات لفظ کو تخلیقی اکائی کے ساتھ ساتھ آفاقی تصور کی تشکیل کرنے والی اکائی بھی ماننے لگے ہیں۔ دوسری طرف لغت نویس لفظ کے مطلق حیثیت کے ساتھ ہی تمام لسانی گروہوں میں اس کی رکنی حیثیت کا بھی پتہ لگانے اور اس کا تجزیہ کرنے کی بھی کوشش کرنے لگے ہیں۔ لفظ کے اس تجزیاتی مطالعہ سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ آج “لفظ” اور لغاتی اکائی (اندراج لغت) ہم معنی ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں تعریفوں میں ہو ایہ ہی ہے کہ لفظ اور لغاتی اکائی (اندراج لغت) کو ہم معنی سمجھ کر اندراجات لغت کی جگہ پر الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ جملے کے تعلق سے ایک ترکیبی اکائی ہوتا ہے۔ اور ہر

زبان میں جملے کی ترکیب منفرد نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس لئے ہر زبان میں لفظ کی یہ ترکیب اکائی والی حیثیت بھی منفرد ہوتی ہے۔ یہ لفظ زبان کے تعلق اقل اکائی ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف ہر لغاتی اکائی (اندراج لغت) نہ تو مطلق ہوتی ہے اور نہ ہی اقل، لفظی اکائی اور لغاتی اکائی کے اس فرق کی وضاحت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ لغاتی اکائیوں (Lexical Unit) کا علاقہ لفظی اکائیوں (Words Units) سے بہت وسیع ہوتا ہے۔ چنانچہ لغاتی اکائیوں میں حرف اور لاحقوں اور سابقوں سے لے کر محاوروں، مکمل فقروں بلکہ کہاوتوں تک کو شامل کیا جاتا ہے اس لئے لسانیاتی تجزیے کے لحاظ سے جہاں لفظ تشکیلی ترکیب کی آخری اور جملے کی ابتدائی حد پر دلالت کرتا ہے۔ وہیں لغاتی اکائی کسی بھی مخصوص لسانی سطح کی نشاندہی نہیں کر پاتی لغت نویس قابل اخذ لسانی یا لغاتی اکائیوں کا تعین کرتے وقت معنوی انفرادیت کو ہی ترجیح دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ایسی اکائیوں کا ہی انتخاب کرتا ہے جو معنوی اعتبار سے اتصالی (Conesive) اور منفرد اکائیاں ہوتی ہیں یہ لغاتی اکائیاں ایک لفظ بھی ہو سکتی ہیں، ایک فقرہ اور ایک جملہ بھی ہو سکتی ہیں۔ اور ایک مثل بھی چنانچہ مطلق اور منفرد الفاظ کے علاوہ ”چکنا گھڑا“، ”عید کا چاند“ اور ”اب پچھتائے کا کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت“ جیسی اکائیاں بھی شامل لغت کی جاتی ہیں۔ اسی طرح لغت میں اگر ”سات“ اور ”پانچ“ انفرادی طور پر درج کیے جاتے ہیں۔ تو ان دونوں کی یکجائی شکل (ترکیب) ”سات پانچ“ بھی ایک لغاتی اکائی ہے۔ کیونکہ یکجائی شکل میں ان کے معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔

یہی مثال ”نود و گیارہ“ جیسی ترکیبوں کی بھی ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے۔ لغاتی اکائی کا تعین معنی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جہاں شرم اور حیا کو یکجائی معنوں میں شکل میں ”آب و ہوا“ کے معنی محض پانی اور باد کے نہیں ہیں بلکہ موسمی حالات کے بھی ہیں اس لیے اگرچہ ہر لفظ ایک لغاتی اکائی ہوتا ہے۔ وہیں یہ ضروری نہیں ہر لغاتی اکائی لفظ بھی ہو اس ساری بحث و تخصیص کا مقصد واضح کرتا ہے کہ اب تک لغات کی جس قدر بھی تعریفیں سامنے آئی ہیں۔ ان میں لغات کو لفظوں کا ہی مجموعہ یا فہرست کہا گیا ہے، لیکن جیسا کہ کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، اندراج لغت (لغاتی اکائی) ایک لفظ بھی ہو سکتا ہے اور ایک سے زائد الفاظ کا مجموعہ بھی اور کوئی حرف بھی! اس لیے ان تعریفوں کو مشمولات، لغت کے لحاظ سے واضح اور جامع نہیں کیا جاسکتا۔ اس ضمن میں سی سی برگ کی واضح کردہ اس تعریف رپورٹ کی طرف اشارہ کرنا زیادہ مناسب ہو گا جو موصوف علم لغت کی تحقیق کے

سلسلے میں یونیسکو کی قائم کردہ کمیٹی کی آخری رپورٹ میں پیش کی تھی۔ تعریف کو سابقہ تمام تعریفوں کے لحاظ سے اس لیے بہتر قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں لغت کی لازمی خاصیت کی پہلی بار نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ برگ کے مطابق:

”لغت زبان کی ان سماجیاتی Socialised شکلوں کی مرتب فہرست ہے جو کسی بھی لسانی گروہوں کے ملفوظی جملوں سے جمع کی گئی ہوں۔ نیز ان شکلوں کی لغت نویس نے اس طرح توضیح کی ہو کہ کوئی بھی اہل کاری ان شکلوں کے صحیح مفہوم تک پہنچ سکے اور ان کے گروہی روابط Community Relation سے متعلق تمام حقائق سے کما حقہ واقف ہو سکے۔“ (۲۵)

لغت سے متعلق برگ کی پیش کردہ اس تعریف سے لغت کی نوعیت اور لغت نویسی کے رول پر کافی روشنی پڑتی ہے لیکن اس میں ایک سقم یہ ہے کہ اس میں لغت کی سائنسی نوعیت کی طرف اشارہ نہیں ملتا۔ لغت میں صرف الفاظ (لسانی شکلوں) کی ہی فہرست منضبط نہیں کی جاتی بلکہ اندراج سے لے کر معنوی وضاحت تک کا تمام عمل ایک متعینہ طریقہ کار پر مبنی منضبط اور پابندی اصول کا تابع ہوتا ہے۔

ابتدا میں لغت سے مراد ایک ایسی کتاب ہوتی تھی، جس میں کسی زبان کے ثقیل، ادق یا غریب یا دخیل الفاظ جمع کیے گئے ہوں اور ان کے معنی اس زبان کے آسان لفظوں یا کسی دوسری زبان میں دیے گئے ہوں۔ کسی دوسری زبان سے یہاں یہ مطلب ہے کہ دوسری زبان میں ابتدائی لغت نویسی کا مقصد ادق یا کسی دوسری زبان کے الفاظ کی تفہیم و تشریح یا تحفظ کرنا ہوتا تھا۔ ایک لسانی لغت تو بہت بعد کی اور ترقی یافتہ لغت نویسی کی چیز ہے۔ لغت کی موجودہ ترقی یافتہ ہیئت کے پیش نظر اس کی اب ایک ایسی تعریف متعین کرنا ہوگی کہ ایک طرف تو اس کی سابقہ اور ابتدائی ہیئتوں کی نفی نہ ہوتی ہو اور دوسری طرف اس کی موجودہ ہیئت بھی محیط ہو ایسا اس لیے کہ بالخصوص اردو لغات کا بالا قسطا جائزہ لینے پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر بعض اور خاص طور پر ابتدائی لغات میں ترتیب اندراج کا التزام نہیں ملتا تو بعض لغات میں تلفظ نہیں کیا گیا ہے۔ ایسی لغات تو شاذ ہیں جن میں سند یا استعمال کو بھی شامل کیا گیا ہو بعض لغت نویسوں نے زبان کے بہت سے مستعمل الفاظ کو بھی شامل نہیں کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل تک مدون شدہ لغات یا سابقہ لغات کی صرف (تصحیح شدہ) نقل ہیں یا

پھر اگر کسی لغت میں جو تھوڑا بہت اضافہ کیا بھی گیا ہے۔ تو وہ بھی مدون لغات کی صرف ذاتی یادداشت یا استعمال کا مرہون منت ہے یعنی ایسا کسی منطقی طریقہ کار یا اصول کے تحت نہیں کیا گیا ہے اس کی ایک وجہ غالباً یہی ہے کہ ان مولفین لغت کے نزدیک صرف شعری زبان ہی لغت نویسی کے نقطہ نظر سے قابل اعتنا تھی اور زبان کے مستند ہونے کے لیے ضروری تھا کہ شاعر، مولف لغت کا ہم مکتب یا دوسرے الفاظ میں ہم وطن یا ہم علاقہ رہا ہو۔ لکھنوی لغت نویس (مثلاً ضامن علی جلالی) دہلی یا لاہور کی اردو کو دہلوی لغت نویس (مثلاً سید احمد دہلوی) لکھنوی یا پنجاب کی اردو کو اختلافی حالات میں ذرا اقباحت سے ہی قابل سند مانتا تھا۔ اسی حالات میں زبان کے بہت سے کارآمد اور عام طور پر مستعمل الفاظ کے اندراج سے ان لغات کا عاری رہ جانا بدیہی تھا۔ لغت کے ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی مکمل اور جامع تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر مسعود ہاشمی یوں رقمطراز ہیں کہ:

”لغت تو ضیحی لسانیات کی وہ شاخ ہے جس میں کی زبان کے الفاظ، محاورات، ضرب المثال، فقرے اور دیگر مرکبات کو کسی منطقی (جائی) ترتیب سے درج کیا گیا ہو اور لغوی اور معنوی وضاحت اسی یا کسی دوسری زبان میں کی گئی ہو اور اندراج کے تلفظ، مأخذ، لسانی، قواعدی نوعیت اور ادبی حیثیت کی بھی نشاندہی کی گئی ہو۔“ (۲۶)

اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ لغت کسی زبان کا ذخیرہ الفاظ ہے جو کہ کسی مخصوص تہذیب سے تعلق رکھنے والوں کی مشترکہ میراث ہے۔ مزید اس امر کی بھی تفریق نہیں ہے کہ یہ ذخیرہ ضبط تحریر میں لایا گیا ہو یا نہیں۔ جب تک کہ زبان ابتدائی مراحل میں ہو تب تک اس ذخیرہ الفاظ کو تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن زبان کی وسعت، جو کہ دوسری زبانوں سے تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے، کے ساتھ ساتھ اس ذخیرہ الفاظ کو محفوظ کرنے کی ضرورت ناگزیر بن جاتی ہے۔ اس ضمن میں مذہب، شاعری اور سیاست کا خاصا عمل دخل ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زبان میں الفاظ کا خصوصی کردار ہے اور لغت الفاظ کے ساتھ ہی تعلق رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے لغت الفاظ کی صحت اور ان کے استعمال کے حوالے سے خزانہ کہلاتی ہے جو کہ املا، تلفظ، معنی اور حوالوں کی بنا پر استناد کا درجہ رکھتی ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ عبدالحق، پروفیسر: ”عصری لغت“ آصفیہ آفسٹ پرنٹر، دہلی، ۲۰۰۶ء، ص: ۴۰۶
- ۲۔ وارث سرہندی: ”علمی اردو لغت“، علمی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۲۹۶
- ۳۔ حقی، شان الحق: ”فرہنگ تلفظ“ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص: ۸۱۸
- ۴۔ عبدالحمید، خواجہ: ”جامع اللغات“، جامع اللغات کمپنی، لاہور، سن، ص: ۳۷۶
- ۵۔ محمد عبداللہ خان خویسگی: ”فرہنگ عامرہ“ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۲۶
- ۶۔ مرتضیٰ حسین فاضل، سید: ”نسیم اللغات“، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۰۹۰
- ۷۔ فیروز الدین، مولوی: ”فیروز اللغات“، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۲۱۸
- ۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر: ”قومی انگریزی اردو لغت“، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۶۹ء، ص: ۵۷۳
9. Ghulam Rasool: “English Dictionary” Ghulam Rasool and sons, Lahore 1999, P-233
10. Sara Tulloch: “The Reader Digest Oxford Wordfinder” Clarendon Press, Oxford, 1993, P-402
- ۱۱۔ منشی چرنجی لال: ”دیباچہ مخزن المحاورات“ مطبع محب ہند، فیض بازار دہلی، ۱۸۸۴ء، ص: ۴
- ۱۲۔ میر واحد الدین بلگرامی: ”نقائس اللغات“ (مولف) مشمولہ: سہ ماہی رسالہ ”ہندوستانی“ ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد، جنوری ۱۹۴۴ء
- ۱۳۔ ارشد مسعود ہاشمی: ”لغت اور لغت نویسی“ مشمولہ: ”لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ“ مرتبہ: ڈاکٹر روف پارکھی، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص: ۷
14. Dictionary of Lexicography ‘ ‘R.R.K.Hartmann” Pg: 86
- ۱۵۔ ابو الیث صدیقی، ڈاکٹر: ”اردو لغت تاریخی اصول پر“ (جلد اول) اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص: ۱۶
- ۱۶۔ نجیب اشرف ندوی: ”مقدمہ لغات گجری“ مشمولہ: ”اردو لغت نویسی (تاریخ، مسائل اور مباحث)“ مرتبہ: ڈاکٹر روف پارکھی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء

- ۱۷۔ نیاز فتح پوری: ”نور اللغات کی خامیاں“، مضمون: ”اردو لغت نویسی (تاریخ، مسائل اور مباحث)“، مرتبہ: ڈاکٹر روف پارکھ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ص: ۴۱۲
- ۱۸۔ عبدالحق، مولوی ڈاکٹر: ”قواعد اردو“، لاہور اکیڈمی، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۹
- ۱۹۔ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر: ”علمی و ادبی خدمات: ڈاکٹر مسرور احمد زئی“، ادارہ انوار احمد، جنوری ۲۰۰۶ء، ص: ۴۰۶
- ۲۰۔ روف پارکھ، ڈاکٹر: ”علم لغت، اصول لغت اور لغات“، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۷ء
- ۲۱۔ رشید حسن خان: ”اردو املا“، فلشن ہاوس، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص: ۶۷۴
22. The new Encyclopedia bartaniavolxi, 15th edition P-187
23. Richard Chienevix, John, “A Hagwood Arabia Lexiography,” J.W Parkar and Sons, 1964, P.4
24. Encyclopedia bartania vol-7 1969, P-395
25. C.C Berg, Report On the Need for publishing Dictionaries Dont Todate Exit. (198)
- ۲۶۔ مسعود ہاشمی: ”اردو لغت نویسی کا پس منظر“، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، اکتوبر ۱۹۹۷ء، ص: ۲۷